جلسہ سالانہ معجزات کا ایک حسین گلدستہ ہے جس میں قسم قسم اور رنگارنگ کے پھول اکٹھے ہوتے ہیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸؍دسمبر ۱۹۷۰ء بمقام مسجد مبارک ربوہ۔ غیر مطبوعہ)

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

’’آج میں جماعت کو دو خصوصی دعاؤں کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو یہ کہ قریباً دو سال ہوئے ہماری قوم ایک شدید بحران اور انتشار اور فتنہ وفساد میں مبتلا ہوگئی تھی۔ نوجوانوں کے جذبات کو ابھار تو دیا گیا تھا لیکن ان کو قابو میں رکھنا مشکل ہوگیا تھا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمارے اس ملک کی حفاظت کی اور ایک مارشل لاء نئے سرے سے لگ گیا اور امن ہوگیا مارشل لاء جنہوں نے لگایا ان کے عمل ہمارے شکریے اور ہماری دعاؤں کے مستحق ہیں۔ ایک تو مارشل لاء لگنے کے باوجود صدر یحییٰ خان صاحب اور ان کی REGIME (رجیم) نے کسی پر کوئی سختی نہیں کی بلکہ پورے تحمل سے کام لیا۔ امن قائم کرنا چاہئے تھا اور امن قائم کر دیا۔ دوسرے انہوں نے اقتدار کو اپنے ہاتھ میں رکھنے پر اصرار نہیں کیا بلکہ شروع میں ہی وعدہ کیا کہ جس قدر جلد ممکن ہوگا میں انتخابات کروا دونگا۔ انہوں نے اپنے وعدہ کو پورا کیا اور اس مہینہ میں دو انتخاب ہو چکے ہیں ایک قومی اسمبلی کا اور ایک مختلف صوبوں کی صوبائی اسمبلیوں کا۔

اس انتشار کے زمانہ میں اور پھر انتخاب کے قریب کچھ وہ فریب خوردہ لوگ بھی تھے کہ جو سمجھتے تھے کہ انسانی جان کی کوئی قیمت اور قدر اور عظمت نہیں ہے اور مارشل لاء سے قبل وہ یہ سمجھتے تھے کہ قانون کوئی نہیں، افراتفری ہے جو مرضی ہے ہم کرتے رہیں۔ اب انتخاب کے

قریب ان کو یہ وہم تھا کہ حکومت ان کے ہاتھ میں آنے والی ہے اس لئے وہ دھمکیاں بھی دینے لگ گئے تھے اور منصوبے بھی بنا رہے تھے۔

مادی آنکھ غیر مادی سہارے کو نہیں دیکھ رہی تھی اس لئے سمجھتی تھی کہ جو چاہیں گے، کر دیں گے لیکن وہ جن کا مادی سہارا نہیں ہوتا صرف اپنے رب کی طرف جھکتے اور رجوع کرتے اور متوجہ ہوتے ہیں اور خود کو کچھ نہیں سمجھتے۔ روحانی آنکھ تو اس سہارے کی عظمت اور شان کو پہچانتی ہے۔ پہچاننے والوں نے پہچانا اور جو پہچانا اسی کے مطابق پیار کرنے والے رب نے حالات کو بدل دیا۔ بہت سی باتیں کانوں میں پڑتی رہیں مناسب نہیں تھا کہ آپ بھائیوں کے سامنے بیان کی جائیں۔ دعا تھی، دعا کرتا رہا دعا قبول کرنے والا قادر و توانا تھا اس نے آپ کی بھی اور میری بھی دعاؤں کو قبول کیا۔ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ**۔

اس وقت جو دو انتخاب قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے ہو چکے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں وہ لوگ جن پر تھوڑا یا بہت قوم نے اعتماد کیا ہے اور خصوصاً قوم کے اس حصہ نے جن کو ہمارے نزدیک بھی وہ حقوق نہیں مل رہے جو حقوق کہ اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ان کے قائم کئے ہیں ان کے متعلق اب ہمیں یہ دعا کرنی چاہئے کہ اے خدا! تو ان لوگوں کو جنہوں نے اب قانون بنانے اور قانون کا اجراء کرنا ہے اخلاص اور سمجھ اور فراست دے اور ان کے دل میں انسان کا پیار پیدا کر اور انسانی حقوق کی ادائیگی کے لئے جو ہدایت اور تعلیم تو نے دی ہے اسے سمجھنے کی توفیق دے اور اس پر عمل کرنے اور کروانے کی ان میں جرأت پیدا کر۔ ایک تو خاص طور پر یہ دعا کریں۔ پریذیڈنٹ یحییٰ خان صاحب اور ان کی REGIME (رجیم) کے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جزا دے۔ انہوں نے قوم کی بہتری کے لئے یہ سب کچھ کیا ایک ظاہر بین نگاہ بھی دیکھتی ہے اور جیسا کہ ہر ایک شخص پر یہ ظاہر ہے کہ ان کی کوئی ذاتی غرض نہیں تھی اللہ تعالیٰ انہیں ایسے رنگ میں جزا دے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پیار کو مزید حاصل کرنے لگیں۔

دوسری خصوصی دعا جس کی طرف آج میں توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ جلسہ سالانہ کے متعلق ہے۔ جلسہ سالانہ تو ایک معجزہ ہے جو ہر سال اللہ تعالیٰ ہمیں دکھاتا ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ

معجزات کا ایک نہایت حسین گلدستہ ہے جس میں قسم قسم اور رنگا رنگ کے پھول اکٹھے کئے ہوئے ہیں۔ اناسی ۷۹ جلسے ہو چکے ہیں۔ اتنے بڑے اجتماع میں کبھی اللہ کے فضل سے وبا نہیں پھیلی چاروں طرف سے دوست آ رہے ہوتے ہیں اور بے احتیاطی سے وبائی امراض کے علاقوں سے بھی آ جاتے ہیں لیکن دیکھنے والوں کو نظر آ جاتا ہے کہ یہاں اللہ کے فرشتوں کا پہرہ ہے پھر اتنا بڑا کھانے کا انتظام اتنی سہولت اور اتنے آرام سے ہو جاتا ہے اور کھانے والوں اور کھلانے والوں کے باہمی تعاون اور دعاؤں کے نتیجہ میں ہر دو جو اللہ تعالیٰ کا فضل جذب کرتے ہیں اس کی وجہ سے باہر سے آنے والے حیران ہو جاتے ہیں۔

آٹھ دس سال ہوئے ایک انگریز عورت انگلستان سے آئی تھیں وہ کہنے لگیں کہ میں واپس جاکے جب اپنے خاندان کو یہ انتظام بتاؤں گی کہ وہاں یہ ہوتا ہے اور پچاس ساٹھ ہزار مہمانوں کے کھانے کا جماعت انتظام کرتی ہے تو میرے رشتہ دار اور دوست سمجھیں گے کہ میں وہاں گرم ملک میں گئی تھی اور میرا دماغ خراب ہو گیا اور پاگلوں والی باتیں شروع کر دیں حقیقت یہ ہے کہ دور بیٹھے نہیں سمجھا جا سکتا بلکہ یہ دیکھنے کے ساتھ ہی تعلق رکھتا ہے۔

یہ درست ہے کہ اتنا بڑا انتظام ہوتا ہے اور کامیاب ہوتا ہے ہر دو طرف سے تعاون ہوتا ہے اور کسی کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی اور نہ تکلیف کا احساس ہی ہوتا ہے بعض استثناء پیدا ہو جاتے ہیں جو دور ہو جاتے ہیں اور پھر بشاشت پیدا ہو جاتی ہے۔ انہیں استثنائی تشویش کے نقطے کہنا چاہئے اور اتنے بڑے مجمع میں کہیں ایک، دو، چار نقطے ہمیں نظر آ ہی جاتے ہیں پھر کوئی جھگڑا نہیں، کوئی تلخی نہیں، محبت اور پیار کی فضا ہے اور ان دنوں میں دوست فرشتوں کو آسمان سے نازل ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں لیکن جو ناسمجھ ہے اس کو غصہ آتا ہے اور غصہ کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ اپنی تدبیر کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے، اور تدبیر وہ سوچتا ہے جو انسان کو زیبا نہیں مثلاً ہمیں رپورٹیں ملتی رہیں کہ اپنے آپ کو بڑے ''متقی مسلمان'' سمجھنے والوں کے نزدیک کوئی ایسا انتظام ہونا چاہئے جس سے یہ احمدی بچوں کا اغوا کر سکیں۔

اس واسطے جلسہ سالانہ کے موقع پر بہت محتاط رہنا چاہئے اور بچوں کی حفاظت خاص طور پر کرنی چاہئے گو ہمیشہ ہی یہ اعلان ہوتا رہتا ہے لیکن اس دفعہ خاص طور پر حفاظت کرنی چاہئے

کیونکہ جو سیاسی منصوبے بنائے گئے تھے وہ اللہ تعالیٰ نے ناکام کر دیئے ہیں اور جو دوسرے منصوبے اگر کوئی بنائے (خدا نہ کرے کہ وہ اتنے گر جائیں) تو ہمیں دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ انہیں بھی ناکام کر دے۔

اسی طرح مثلاً ایک یہ خبر پہنچی گو اسے افواہ ہی کہنا چاہئے کیونکہ ہم کوئی عدالت تو نہیں ہیں کہ گواہیاں لے کر ثابت کریں لیکن اچھے معتبر ذرائع سے یہ خبر پہنچی کہ ایک منصوبہ جماعت کے خلاف جلسہ کے دنوں میں یہ بنایا گیا ہے کہ جو سپیشل گاڑیاں آتی ہیں ان میں اپنے ''ایماندار'' لوگوں کو بغیر ٹکٹ کے چڑھا دو اور پھر اطلاع دے کر لیٹ کرواؤ اس طرح جماعت کو بدنام کرو کہ بغیر ٹکٹ کے سفر کرتے ہیں۔

ان منصوبوں میں سے مثلاً ایک اطلاع یہ بھی پہنچی کہ چنیوٹ اور سلانوالی کے درمیان ریل کے اوپر اور بسوں پر پہلے سے طے شدہ انتظام کے مطابق بڑے ''نیک مسلمانوں'' سے ڈاکے ڈلواؤ اور مشہور یہ کرو کہ دیکھا احمدیوں کے جلسے میں بڑے ڈاکو آتے ہیں جنہوں نے آتے ہی کام شروع کر دیا۔

پتہ نہیں اور کیا کیا سوچا اور کیا کیا منصوبہ بنایا۔ بہرحال ہمیں ہر قسم کی احتیاط کرنی چاہئے جیسا کہ میں نے شروع میں اشارہ کیا تھا مادی آنکھ جس مادی سہارے کو تلاش کرتی ہے وہ تو ہمارے پاس نہیں۔ ہمارے پاس جو سہارا ہے وہ **اللہ** ہے اور اس کی قدرتیں اور اس کی حسین صفات ہیں اور پھر ہمارا سہارا یہ حقیقت ہے کہ جو جماعت یا فرد اس سے پیار کرنے والا اور اس سے محبت ذاتیہ رکھنے والا ہے اللہ تعالیٰ بھی جواب میں اپنے عاجز بندے سے کئی گناہ زیادہ محبت اور پیار کرتا ہے اور اس کو اپنی حفاظت میں لے لیتا ہے، اس کے لئے امان بن جاتا ہے، اس کے لئے ڈھال بن جاتا ہے اور اس کے خلاف جو منصوبے کئے جاتے ہیں ان کو پاش پاش کر دیتا ہے۔

اگرچہ مادی سہارا تو ہمارے پاس نہیں لیکن ہمارے جیسے بیوقوفوں کو مادی سہارے کی ضرورت بھی نظر نہیں آتی۔ ہم نے ان مادی سہاروں پر تکیہ کیسے اور کیوں کرنا ہے جبکہ وہ جو سہاروں کا سہارا ہے اس کا سہارا ہمیں حاصل ہے یا ہم اسے حاصل کرنے کی کوشش کرتے

ہیں۔ اس لئے میں دعا کی تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ ساری جماعت ملکر یہ دعا کرے کہ وہی جو سہاروں کا بھی سہارا ہے اور بے کسوں کا محافظ اور ان کو امان دینے والا ہے اور دنیا جن کے پیچھے بے عزت کرنے کے لئے پڑ جاتی ہے ان کے لئے عزت کا سامان کرنے والا ہے۔ اس کی محبت ذاتیہ کو ہم پالیں اور وہ اپنے منصوبے ہماری حفاظت اور امان کے لئے چلائے اور ہمیں کہے کہ تم بے فکر ہو کر اپنے جلسے کے کام کرو اور کسی چیز سے نہ ڈرو۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔''

(از رجسٹر خطباتِ ناصر۔ غیر مطبوعہ)